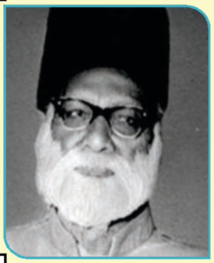

مولوی عبدالحق

پیدائش: ۱۸۷۰ء

وفات: ۱۹۶۱ء

تصانیف: چند ہم عصر، لغت کبیر، قدیم اردو

مولانا حسرت موہانی

حاصلاتِ تعلّم: اس سبق کی تدریس کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ: ۱- سُن کر بات/ کہانی/ مکالمے وغیرہ کی جزئیات میں اپنے علم اور تجربے کی روشنی میں حسبِ ضرورت کمی بیشی کر سکیں۔ ۲- کسی نثری تحریر پر تنقیدی گفتگو کر سکیں۔ ۳- مسائلِ زندگی پر کسی اخبار کے لیے موزوں مواد یعنی نیوز اسٹوری، فیچر، آرٹیکل یا مراسلہ وغیرہ تحریر کر سکیں۔

آزادی کا ایسا شیدائی کوئی کم ہوگا۔ اس کی خاطر انھوں نے طرح طرح کی مصیبتیں، ایذائیں، صعوبتیں جھیلیں۔ لیکن ان کے قدم میں کبھی لغزش نہ آئی۔ اپنے خیال کے اظہار میں نہایت بے باک، جس طرح انھوں نے کانگریس میں کامل آزادی کی آواز اُٹھائی، اِسی طرح مسلم لیگ میں بھی یہ نعرۂ حق بلند کیا۔ وہ کسی سے مرعوب نہیں ہوتے تھے بلکہ دوسروں پر چھا جاتے تھے۔ بھارت کی دستور ساز مجلس اور پارلیمنٹ میں بھی ان کی آزادی اور جرأت کا یہی رنگ تھا۔ بعض وقت ان کی للکار سے سردار پٹیل اور ان کے ساتھی گھبرا اُٹھتے تھے۔ کبھی کبھی وہ اپنے خیالات میں اُلجھ جاتے اور متضاد باتیں کہہ جاتے۔ لیکن جلد راستے پر آجاتے تھے۔ تصنّع اور تکلف ان کو چھو کر نہیں گیا تھا۔ ان کی زندگی انتہا درجے کی سادہ تھی۔ بالکل درویش صفت تھے۔ بعض اوقات وہ ہاتھ میں تھیلا لٹکائے اور بغل میں پوٹلی دبائے پیدل اسٹیشن کو جاتے نظر آتے تھے۔ وہ چھوٹے بڑے، امیر غریب سب سے بے تکلف ملتے اور بے تکلف باتیں کرتے۔ ان کے ہاں کوئی راز نہ تھا، سب کچھ کہتے چلے جاتے تھے۔ نہایت منکسر المزاج، حلیم الطبع اور ہمدرد تھے۔ کوئی ان کے پاس اپنی مصیبت یا بے انصافی کا دُکھڑا لے کر جاتا تو اُس کے لیے دوڑے دوڑے پھرتے اور لڑتے جھگڑتے تھے۔ رائے کے اختلاف سے ذاتی تعلق اور ملاقات میں کبھی فرق نہ آتا۔ ان معاملات میں وہ خوب بحث کرتے اور بعض اوقات شدّت کے ساتھ، لیکن ان کا دل صاف رہتا تھا۔ وہ ان لوگوں سے بھی جو سیاسی اُمور میں ان سے اختلاف رکھتے تھے، لُطف اور اَخلاق سے پیش آتے تھے۔ ان میں بعض ان کے دوست بھی تھے، باوجود اس کے دوستی کا احترام کرتے تھے۔

سالہا سال تک ''اُردوے معلّیٰ'' ان کی ادارت میں نکلتا رہا۔ اس رسالے نے ادبی ذوق کے پھیلانے میں بڑا کام کیا۔ اس میں اچھے تنقیدی اور ادبی مضامین نکلتے رہے۔ اس کے علاوہ اس میں ایک بات یہ بڑی اچھی تھی کہ بعض ایسے اچھے شعرا کے کلام

کا انتخاب بھی چھپتا رہتا تھا جن کا کلام کبھی طبع نہیں ہوا تھا یا کبھی طبع ہوا تھا تو اب نایاب تھا۔ ہمارے ادیبوں میں بعض ایسے بھی تھے جیسے مولانا ابوالکلام آزادؔ یا مولانا ظفرؔ علی خاں جو ادب سے ہٹ کر سیاست کے میدان میں کُود پڑے۔ اُن کے اِس عمل سے سیاست کو تو کچھ فائدہ پہنچا نہیں، البتہ ادب کو نقصان پہنچ گیا۔ مولانا حسرتؔ ایسے ادیب تھے جنھوں نے باوجود اوّل سے آخر تک سیاست میں شور بور ہونے کے ادب کے دامن کو نہ چھوڑا اور جس طرح انھوں نے سیاست میں ہنگامہ برپا کر کے آزادی، حق گوئی اور جرأت کی بے نظیر مثال پیش کی۔ اسی طرح انھوں نے اپنے افکار و خیالات سے شعر کا درجہ بلند کر دیا۔ وہ سوائے شعر کے ہر چیز میں خواہ وہ زندگی کی سادگی ہو یا سیاست، انتہا پسند تھے۔ شعر میں انھوں نے اعتدال، متانت اور حُسنِ ذوق کو قائم رکھا۔ اردو شاعری پر ان کا بڑا احسان ہے اور اس سے ہماری شاعری میں ان کا خاص مقام ہے۔ ان کی وفات ہر اعتبار سے صدمۂ عظیم ہے لیکن ایک بات کا مجھے بہت زیادہ افسوس ہے، ان کے کتب خانے میں اردو کا بہت اچھا اور بیش بہا ذخیرہ ہے۔ بہت سے مخطوطات، پُرانے تذکرے، قدیم اساتذہ کا کلام، پرانے اخبار اور رسالے اور بہت سی ایسی مطبوعات ہیں جو، اب نایاب ہیں اور جو انھوں نے بڑی احتیاط اور محنت سے جمع کی تھیں۔ میں نے بارہا اس طرف توجہ دلائی اور کہا کہ اِس ذخیرے کو کسی ایسی جگہ محفوظ کر دیجیے کہ تلف ہونے سے بچ جائے۔ میں نے یہ بھی عرض کیا کہ اگر ان ذخیروں کو انجمنِ ترقیِ اُردو کو عنایت فرمادیں تو ہم انجمن کے کتب خانے میں ایک خاص حِصّہ آپ کی یادگار میں وقف کر دیں گے۔ انجمن اس کی قیمت دینے کو تیار ہے۔ وہ ہمیشہ وعدہ کرتے رہے لیکن کبھی ایفاے وعدہ کی نوبت نہ آئی۔ گزشتہ سال میں نے ایک صاحب کو کان پور میں اس کام کے لیے خاص طور پر متعین کیا۔ کام یابی نہ ہوئی، پچھلی مرتبہ جب وہ کراچی میں تشریف لائے تو پھر میں نے ان سے یہی عرض کیا۔ کہنے لگے کہ پچھلی مرتبہ برسات میں کچھ کتابیں خراب ہو گئی تھیں۔ درست کرا رہا ہوں اس کے بعد بھیج دوں گا۔ اب ان کے انتقال کے بعد نہ معلوم اس کا کیا حشر ہو گا۔

(ماخوذ از: چند ہم عصر)

مشق

سوالا: درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

(الف) یہ خاکہ کس مشہور شخصیت کے بارے میں ہے؟

(ب) اس سبق میں کون کون سی مشہور شخصیات کا ذکر کیا گیا ہے؟

(ج) حسرتؔ موہانی کا خاکہ اپنے الفاظ میں تحریر کیجیے۔

(د) رسالہ "اُردوے مُعلّٰی" نے مولانا حسرت موہانی کی ادارت میں کیا خدمات سر انجام دیں؟

(ہ) مولوی عبدالحق کی تحریر کی کوئی دو خوبیاں بیان کیجیے۔

سوال ۲: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے:

۱- مسلم لیگ جماعت تھی:

(الف) ہندوؤں کی (ب) سکھوں کی (ج) مسلمانوں کی (د) عیسائیوں کی

۲- سردار پٹیل گھبراتے تھے:

(الف) مولانا عبدالکلام آزاد سے (ب) مولوی عبدالحق سے

(ج) مولانا حسرؔت موہانی سے (د) مولانا ظفر علی خان سے

۳- اُردوے مُعلّٰی سے مضامین نکلتے تھے:

(الف) ادبی (ب) مزاحیہ (ج) سیاسی (د) سنجیدہ

۴- مولوی عبدالحق نے حسرت موہانی کو علمی ذخیرہ محفوظ کرنے کا مشورہ دیا تاکہ:

(الف) علمی ذخیرہ انجمن ترقی اردو کو مل جائے

(ب) انھیں اپنے علمی ذخیرے کی تباہی پر افسوس نہ ہو

(ج) انجمن سے قیمت وصول کرنا نہیں چاہتے تھے

(د) اردو زبان کا علمی ذخیرہ محفوظ ہو جائے

۵- مولوی عبدالحق کو مولانا حسرت موہانی کی وفات پر اس بات کا زیادہ افسوس تھا کہ:

(الف) رسالہ "اردوے مُعلّٰی" کی ادارت اب کون کرے گا؟

(ب) اردو شاعری کو اب کون بلند کرے گا

(ج) اردو زبان اور سیاست کو کون فروغ دے گا

(د) ان کا ادبی سرمایہ ضایع ہو جائے گا

سوال ۳: درج ذیل اقتباسات کی تشریح مع سیاق وسباق کیجیے:

۱- بعض ایسے اچھے شعرا کا انتخابِ کلام بھی چھپتا رہتا تھا جن کا کلام کبھی طبع نہیں ہوا تھا۔ یا کبھی طبع ہوا تھا تو اب نایاب تھا۔

۲- اوّل سے آخر تک سیاست میں شور بور ہونے کے، ادب کے دامن کو نہ چھوڑا، اور جس طرح انھوں نے سیاست میں ہنگامہ برپا کر کے آزادی، حق گوئی اور جرأت کی بے نظیر مثال پیش کی، اسی طرح انھوں نے اپنے افکار وخیالات سے شعر کا درجہ بلند کر دیا۔

سوال۴: اس خاکے میں کون کون سی خوبیاں ہیں؟ انھیں تحریر کیجیے۔

سوال۵: خاکہ نگاری کے بنیادی اصول ذہن میں رکھ کر کسی بھی شخصیت کا خاکہ لکھیے۔

سرگرمیاں

۱۔ طلبہ اپنے ساتھیوں کو کوئی مختصر نثر پارہ سنا کر اُس کی خوبیوں سے آگاہ کریں گے۔

۲۔ طلبہ کسی اخبار یا جریدے کے لیے روز مرّہ مسائلِ حیات کے حوالے سے فیچر / آرٹیکل / مراسلہ / نیوز اسٹوری تحریر کریں گے۔

برائے اساتذہ

۱۔ طلبہ کو کہانی، مکالمہ، خاکہ اور شخصیت نگاری کے متعلق معلومات فراہم کیجیے۔ نیز خاکہ لکھنے میں بھی مدد کیجیے۔

رشید احمد صدیقی

پیدائش: ۱۸۹۶ء

وفات: ۱۹۷۷ء

تصانیف: آشفتہ بیانی میری، گنج ہائے گراں مایہ، ہم نفسانِ رفتہ

سر اقبال مرحوم

حاصلاتِ تعلّم: اس سبق کی تدریس کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ: ۱- مذاکرے/ مباحثے اور اہم موضوعات پر تقاریر سُن کر اپنا اندازِ فکر بدل سکیں۔ ۲- دفتری احکام، یادداشتیں، مختلف فارم اور امتحانی فارم وغیرہ سمجھ کر پڑھ سکیں۔ ۳- فنی اور فکری تجزیہ کر کے کسی ادبی یا علمی تحریر پر اپنی رائے دے سکیں اور متعلقہ صنف میں اس کے مقام کا تعین کر سکیں۔ ۴- کسی ادبی، علمی، سماجی یا صحافتی موضوع پر ترتیب، استدلال اور موزوں مثالوں سے مترادفات، اقوال، امثال، محاورات استعمال کرتے ہوئے کم از کم پانچ سو الفاظ کا مضمون تحریر کر سکیں۔

جس سے جگرِ لالہ میں ٹھنڈک ہو وہ شبنم!
دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں وہ طوفان

بڑی گرمی پڑ رہی تھی۔ دُور دراز کے سفر سے واپس آ رہا تھا۔ علی گڑھ اسٹیشن کے پلیٹ فارم پر اُترا ہی تھا کہ ایک عزیز نے کہا: ڈاکٹر اقبال کا انتقال ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے لیے، بہت تھوڑی دیر کے لیے کچھ ایسا معلوم ہوا، جیسے پلیٹ فارم کی ہر چیز موجود تو ہے لیکن اس کی نہ کوئی آواز ہے اور نہ اس میں کوئی حرکت۔ یہ بات صرف ایک آن کے لیے تھی۔ آسیائے گردشِ ایام ایک آن کے لیے رک سی گئی لیکن فوراً ہی رواں ہو گئی۔ زندگی اپنے تمام ہنگاموں کے ساتھ رواں دواں نظر آنے لگی۔ مکان واپس آیا۔ نہ نہانا اچّھا معلوم ہوا، نہ کھانے کا جی ہوا، جیسے نفس اپنے مطالبات چھوڑ بیٹھا تھا۔ تھوڑی دیر کے لیے کمرہ بند کر کے لیٹ رہا۔

ذہن نے ماضی کے اَوراق ایک ایک کر کے پلٹنے شروع کر دیے۔ طفلی کا زمانہ یاد آیا، جب اقبال کے اشعار چھُٹ پنے کی دوستی کی طرح مزے دار اور جاں نثار معلوم ہوتے تھے اور خود اقبال کا یہ تصوّر تھا کہ وہ جو اشعار کہتے ہیں، اُنھی میں رہتے بستے ہیں۔ اقبال کی صورت وہی ہو گی، جو میرے اپنے تصوّرات کے عمل سے پیدا ہوئی تھی۔ بہت اچّھی سی، بہت چاہے جانے والی۔